جلد ۵۲/۱۷ | ۱۲ امان ۱۳۴۲ ہش | ۱۵ شوال ۱۳۸۲ھ | ۱۲ مارچ ۱۹۶۳ء | نمبر ۵۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۱ مارچ بوقت ۸½ بجے صبح

پرسوں حضور کو کچھ بے چینی کی تکلیف رہی۔ کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولےٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

اسلام کی عالمگیر اشاعت مصلح موعود کے ذریعہ ہی مقدر تھی

یہ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے وجود ہی کی عظیم الشان برکت ہے کہ آج اسلام کو ہر خطۂ ارض میں سربلندی حاصل ہو رہی ہے

ربوہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جلسہ کا انعقاد ـ علمائے سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر

ربوہ ۱۱ مارچ۔ کل مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۳ء بروز اتوار لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ایک جلسہ کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں علمائے سلسلہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالکر اس امر کو وضاحت سے پیش کیا کہ خود پیشگوئی کے الفاظ کے بموجب اسلام کی عالمگیر اشاعت مصلح موعود کے ذریعہ ہی مقدر تھی۔ چنانچہ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے وجود باجود حضور کی موعودہ اولوالعزمی ہی کی یہ عظیم الشان برکت ہے کہ آج اسلام کو ہر خطۂ ارض میں سربلندی حاصل ہو رہی ہے اور ہر قوم اور ہر رنگ و نسل کے لوگ اسلام میں داخل ہو ہوکر آپ سے برکت پا رہے ہیں۔ اور اس طرح گواہی دے رہے ہیں کہ آپ ہی اس عظیم الشان پیشگوئی کے اصل اور حقیقی مصداق ہیں۔ آج آپ ہی کے ذریعہ دنیا میں دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہو رہا ہے۔ اور صدیوں کے روحانی اسیروں کو رستگاری نصیب ہو رہی ہے۔ — یہ جلسہ جو مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری کی زیر صدارت مسجد مبارک میں منعقد ہوا۔ سوا دو بجے بعد دوپہر سے سوا چار بجے سہ پہر تک جاری رہا۔ یہ جلسہ یوم مصلح موعود کے موقعہ پر ۲۰ فروری کو منعقد ہوتا تھا۔ لیکن رمضان المبارک کی وجہ سے اس موقعہ پر منعقد نہ ہو سکا تھا چنانچہ اس روز کی بجائے کل اس کا انعقاد عمل میں آیا۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ شفیق احمد صاحب نے کی بعدہ صفی الدین صاحب نے درثمین میں سے "محمود کی آمین" کے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ بعدہٗ علی الترتیب مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر، مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف اور مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر ایمان افروز تقاریر فرمائیں۔

مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ سنانے کے بعد واضح کیا کہ کس طرح پیشگوئی میں بیان کردہ ایک ایک علامت سیدنا المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے وجود میں پوری ہوئی۔ حتی کہ ۱۹۴۴ء میں آپ کا خدائی انکشاف کی بناء پر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کرنا بھی پیشگوئی کے عین مطابق تھا۔ اس کے ثبوت میں آپ نے پیشگوئی کے الفاظ "تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔" کی نہایت لطیف تشریح بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے یہی مراد تھی کہ جب پیشگوئی کی ایک ایک علامت پوری ہو جائے گی۔ تب خدا تعالیٰ مصلح موعود پر ظاہر کرے گا، کہ وہ ہی اس پیشگوئی کا اصل مصداق ہے۔ (باقی دیکھیں صفحہ پر)

محترم جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب کے لئے دعا کی تحریک

ربوہ ۱۱ مارچ۔ محترم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی طبیعت تاحال بہت ناساز ہے کمزوری بدستور ہے۔ تاحال افاقہ کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ احباب جماعت آپ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

تعلیم الاسلام کالج کے بین الکلیاتی مباحثات کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئے

ربوہ ۱۱ مارچ۔ تعلیم الاسلام کالج یونین کے نویں سالانہ بین الکلیاتی (اردو انگریزی) مباحثات جو مورخہ ۹، ۱۰ مارچ ۱۹۶۳ء کو اپنی روایتی شان کے ساتھ منعقد ہوئے کل رات کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئے۔ مباحثات کے اختتام پر محترم صوفی غلام مصطفےٰ صاحب تبسم مدیر ہفت روزہ "لیل و نہار" نے کامیاب مقررین میں انعامات تقسیم فرمائے۔ مباحثات میں پاکستان کے اک درجن سے زائد کالجوں اور مختلف یونیورسٹیوں کے ۲۰ کے قریب مقررین نے شرکت کی۔ (مباحثات کی مفصل خبر آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں)

لجنہ اماء اللہ کی تعلیمی اور تربیتی کلاس

ربوہ — آج مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۶۳ء بروز سوموار ۲ بجے بعد دوپہر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام جامعہ نصرت میں ایک دس روزہ تعلیمی اور تربیتی کلاس کا افتتاح عمل میں آ رہا ہے۔ کلاس کا افتتاح حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ فرمائیں گی یہ کلاس ۲۱ مارچ تک جاری رہے گی۔ اور روزانہ ۲ بجے بعد دوپہر سے ۴ بجے سہ پہر تک منعقد ہوا کرے گی۔ اس میں اہم تعلیمی اور تربیتی موضوعات پر علمائے سلسلہ کی تقاریر کا انتظام کیا گیا ہے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور لجنہ اماء اللہ ربوہ کی جملہ عہدہ داران کی حاضری ضروری ہے۔

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۲؍مارچ ۶۳ء

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت

تاریخ کا یہ حادثہ بھی نہایت عجیب ہے کہ ہزاروں میلوں سے دو یورپین اقوام انگریز اور فرانسیسی ایک دوسرے کے خلاف ہندوستان میں قوت فائق بننے کے لئے باہم نبرد آزما ہوئیں اور دونوں یہ جنگ ہندوستانی سپاہیوں کے بل بوتے پر لڑتی رہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کا معاشرہ کس طرح پارہ پارہ ہو چکا تھا اور یہاں وحدت اور اتحاد کے کس طرح پرخچے اڑ چکے تھے۔ اگرچہ سوا کچھ عرصہ کے لئے کسی عہد میں بھی سوا انگریزی عہد کے پورا برصغیر ہند ایک وحدت کی صورت اختیار نہیں کر سکا لیکن جب یہ دو یورپین اقوام باہم دست وگریباں ہو رہی تھیں اس وقت تو ملک کی یہ حالت تھی کہ شہر شہر نہیں بلکہ گاؤں گاؤں میں خود مختار حکمران پیدا ہو گئے تھے۔

انگریز کے تسلط کے ساتھ پادریوں کا ہجوم بھی ہندوستان میں داخل ہو گیا اور انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے ہر قسم کے طریقے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ دوسری طرف ہندوؤں نے چڑھتے سورج کی پوجا شروع کر دی جب مسلمان اہل علم حضرات کو ہوش آیا تو ان سے اور تو کچھ نہ بن پڑا انگریز کے بائیکاٹ کا نعرہ لگایا۔ انگریزی پڑھنا کفر قرار دیا اور ہر طرح سے انگریز سے نان ورتن کی پالیسی اختیار کی۔

اس دوران میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے ایک انسان مبعوث فرمایا جن کا نام نامی اور اسم گرامی سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ ہے۔ آپ نے نہایت دلیری اور جرأت مندی سے مسلمانوں میں دین کے احیا کی تحریک برپا کی۔ آپ نے پنجاب میں جہاں سکھوں نے مسلمانوں پر حشر برپا کر رکھا تھا جہاد کا بیڑا اٹھایا اور کٹھن اور دشوار گزار راستوں سے سرحد کے علاقہ میں پہنچ کر سکھوں سے جنگ شروع کر دی۔ اگرچہ خود سرحدی مسلمانوں کی بے وفائی کی وجہ سے آپ کو ناکامی ہوئی اور آپ اور آپ کے جرأت مند ساتھی حضرت شاہ اسمٰعیل علیہ الرحمۃ بالاکوٹ میں شیر سنگھ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے

مگر حقیقت میں آپ کو ناکامی نہیں ہوئی۔ چند ہی سالوں میں انگریز نے یہ علاقے بھی فتح کر کے اپنی عملداری میں شامل کر لئے اور مسلمانوں کو سکھوں کے تشدد سے نجات حاصل ہو گئی۔

اس دوران میں ہندوستان کی حکمرانی کمپنی بہادر سے ملکہ انگلستان نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور مذہبی آزادی کا شہرہ اعلان کر دیا۔ اس سے کہیں بہت پہلے حضرت سید احمد بریلوی علیہ الرحمۃ نے انگریز سے جہاد کو شرعاً ممنوع قرار دیا چنانچہ مرزا حیرت لکھتے ہیں کہ کلکتہ کے ایک جلسہ میں آپ سکھوں کے خلاف جہاد کی تلقین فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا

"حضرت آپ سکھوں کے خلاف جہاد کی دعوت دے رہے ہیں۔ مگر انگریزوں کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا۔ انگریزوں کی حکومت میں ہمیں ہر قسم کا چین ہے وہ ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے ان کے خلاف جہاد نہ کرنا چاہیئے ہمارا فتویٰ یہ ہے کہ اگر انگریز پر کوئی حملہ کرے تو ہم اس کا جواب دیں گے۔"

(حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی صفحہ ۲۹۲)

مگر آپ کے بعد آپ کے پیروؤں نے فتح پنجاب کے بعد انگریز سے بھی لڑائی جاری رکھی۔ تمام ہندوستان میں انگریز نے مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے بااثر خاندانوں کا صفایا کر دیا۔ اور مسلمانوں کے قبضہ سے اراضیات چھین کر ہندوؤں کے حوالے کر دیں۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جہاں بنگال میں پہلے مسلمانوں کے پاس نوے فیصد اراضی تھی اب ان کے پاس صرف دس فیصد رہ گئی۔ یہ وقت تھا کہ ہندوستان کے ایک گمنام گوشے میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود اور مہدی مسعود بنا کر مبعوث فرمایا۔ آگے ملک نصر اللہ خاں کی زبان سے سنیئے۔

"۱۸۳۱ء میں ایک تحریک اقامتِ دین بالاکوٹ کے جلوہ گاہ شہادت میں بظاہر ناکام ہو چکی تھی اور ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے اقتدار کی ٹمٹماتی ہوئی شمع بھی بجھ چکی تھی۔ جو بہرحال مسلمانوں کے مایوس اور تاریک دلوں میں ایک امید کی کرن روشن رکھتی تھی۔ دوسری طرف انگریزی اقتدار کے جلو میں مکار پادری جدید علم کلام کے حربوں سے اسلام کی حقانیت پر حملہ آور تھے اور مسلمانوں کو بتاتے تھے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے عیسائیوں کو دنیا میں عروج اور غلبہ حاصل ہے اور مسلمانوں کی قسمت میں ناکامی و نامرادی ان کے ساتھ ہے وہ منطق فلسفہ اور سائنس کے مسلّمات کی رو سے اسلامی تعلیمات کو خلاف عقل ثابت کر رہے تھے اور چونکہ حکومت بھی ان کی پشت پر تھی اس لئے ان کا استدلال عوام کو متاثر اور مرعوب کر رہا تھا دوسری طرف سوامی دیانند نے ہندوؤں کے زوال کو روکنے اور مغربی تہذیب تمدن علم و دانش کی مرعوبیت اور ہندو دھرم کی کمزوریوں سے نجات دلانے کے لئے بالکل عقلی اصولوں کے مطابق ویدک دھرم کی تعبیر پیش کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور چونکہ لڑائی کے ذریعہ وہ ہندو دھرم اور دوسرے مذاہب کی تردید بھی کر رہے تھے۔ جب مسلمان ہر طرف سے اس طرح گھرے ہوئے تھے تو وہ ہر شخص جس نے ان کے مذہب کی حفاظت وحمایت کا ادعا کیا مسلمانوں نے اس کو سر آنکھوں پر بٹھایا۔"

"بالکل یہی کیفیت مرزا غلام احمد قادیانی کے معاملہ میں پیش آئی۔ جب وہ اسلام کی حمایت کا علم لے کر اٹھے۔ تو انہوں نے اپنے مخصوص علم کلام سے غیر مسلموں کا مقابلہ شروع کیا تو مسلمانوں نے ان کو بھی ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خصوصاً وہ جدید طبقہ جو مغربی علوم سے مرعوب ہو کر عیسائیت کی طرف راغب ہو رہا تھا اور جسے سر سیّد کا علم کلام بھی بوجوہ مطمئن نہیں کر سکتا تھا اس نے جب یہ دیکھا کہ سر سید کی طرح اسلامی مسلّمات سے کھلم کھلا انکار کرنے کی بجائے مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) قرآن ہی سے اسکے انکار کا جواز پیش کر رہے ہیں تو ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) کے زیادہ نمایاں ساتھیوں میں سے اکثر ایسے تھے کہ اگر وہ قادیان نہ جاتے تو عیسائی ہو جاتے۔"

(ایشیا ۱۲؍مارچ ۵۶ء)

ملک صاحب احمدیت کے شدید معاندین میں سے ہیں لیکن ان کے اس بیان میں جو ارتجالاً ان کے قلم سے نکل گیا ہے انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث نہ ہوتے تو یہاں اسلام کے لئے کوئی مستقبل نہیں تھا۔

(باقی)

متفرقات

(۱) ایک مراسلہ نگار ایشیا میں لکھتا ہے۔

"موجودہ صورت حالات سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ملک کی اسّی فیصد رائے عامہ اب جماعت اسلامی کے کردار سے واقف ہو چکی ہے۔" (ایشیاء ۳/۳ ۹)

مراسلہ نگار کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مودودی صاحب کا محاورہ اسّی فیصد نہیں ہے بلکہ ہزار میں سے ۹۹۹ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اسکے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ الخ"

(سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۰۷)

(۲) ایشیا میں ایک اور مراسلہ اور ایشیا کی طرف سے اس کا جواب ملاحظہ ہو :۔

"مولانائے محترم سید ابو الاعلےٰ مودودی کے تصنیف کردہ پمفلٹ "ختم نبوت" کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔۔۔ ۔۔۔ایک جگہ صفحہ ۲۴ پر حضرت مولانا نے امام اعظمؒ کا فتویٰ نقل کیا ہے لکھا ہے امام ابو حنیفہؒ (۸۰ تا ۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا "مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کر دوں"۔ اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا "جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ لا نبی بعدی"

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ۔ لابن احمد المکی ج ۱ صفحہ ۱۶۱ مطبوعہ حیدر آباد ۱۳۲۱ھ) اس فتوے کی رو سے آپ یہ بتائیں کہ آیا قادیانی لٹریچر (جس میں مرزا غلام احمد کی نبوت کی جھوٹی علامات یقیناً ہوں گی) کے مطالعہ سے آدمی پر کفر لازم آجاتا ہے کہ نہیں۔ امید ہے

(باقی ملاحظہ ہو صفحہ ۵ پر)

ہمبرگ اور فرینکفورٹ (مغربی جرمنی) کی احمدیہ مساجد میں عید الفطر کی کامیاب تقاریب

مختلف ممالک کے مسلمانوں اور متعدد غیر مسلم اصحاب کی شرکت

از مکرم محمود احمد صاحب چیمہ واقفِ زندگی بتوسط وکالت تبشیر ربوہ

جرمنی میں عید الفطر کی تقریب ہر سال مختلف شہروں میں خاص اہتمام سے منائی جاتی ہے۔ ہم بھی خدا تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق کے مطابق اس تقریب کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں اس سال یہ تقریب فضل عمر مسجد ہمبرگ میں ۲۶ فروری کو صبح ۱۰ ½ بجے عمل میں آئی۔ اس کے انتظامات ایک ماہ قبل شروع کئے گئے۔ مسجد اور مکان کی پوری صفائی کی گئی۔ دعوت نامے بھجوائے گئے اور ایک وسیع پیمانے پر احمدی احباب کے علاوہ ہمبرگ میں مقیم دیگر مسلمان احباب کو بھی بھجوا دیئے گئے۔ پریس اخبارات اور نیوز ایجنسیز کو دعوت ناموں کے علاوہ شمولیت کے لئے خطوط بھی لکھے گئے۔ بہت سے احباب کو ملکر شمولیت کے لئے دعوت دی۔

نماز عید میں جرمن احمدی احباب کے علاوہ مختلف اسلامی ممالک کے بہت سے مسلمان شامل ہوئے۔ ایک جرمن احمدی جن کی عمر ۸۰ سال ہے باوجود ضعف اور کمزوری کے ہمبرگ سے ۵۰ میل کے فاصلہ سے نماز میں شرکت کے لئے تشریف لائے اسی طرح افغانستان کے ایک ۸۰ سالہ مسلمان حصول ثواب کی خاطر نماز میں شامل ہوئے ۲۵ کے قریب ترک مسلمان ۲۰۰ میل کے فاصلہ سے صرف نماز عید میں شامل ہونے کے لئے نماز فجر سے قبل مسجد میں تشریف لے آئے اور نہایت ذوق اور شوق سے نماز عید تک قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الٰہی کرتے رہے۔ اور اسلام کے بارہ میں معلومات حاصل کرتے رہے۔ بعض نے جرمن زبان میں ترجمۃ القرآن اور ہمارا رسالہ دیر اسلام خریدا۔

مسلمان احباب کے علاوہ بعض غیر مسلم احباب بھی تشریف لائے۔ ایک افریقن احمدی مسٹر عبد الکریم صاحب جو غانا مغربی افریقہ سے حصول تعلیم کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں نماز میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک عیسائی افریقن طالب علم بھی تھا۔

مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب نے خطبہ عید الفطر میں فرمایا کہ رمضان المبارک کی برکات سے فائدہ اٹھانے کے بعد آج ہمیں اللہ تعالےٰ نے پھر عید کے موقعہ پر اکٹھے ہونے کی توفیق عطا کی ہے۔ رمضان کا مہینہ بہت بابرکت مہینہ ہے اور اس کے فوائد جسمانی اور روحانی طور پر بہترین ثمرات کا باعث ہیں۔ جسمانی طور پر روزے صحت کی ترقی کا باعث ہیں اب یہ حقیقت نمایاں طور پر منکشف ہو رہی ہے۔ چنانچہ آسٹریا کے ایک مشہور ڈاکٹر Walnifer نے ایک مقالہ لکھا ہے۔ جس میں اس نے اس بات پر اپنے تجربات کی بناء پر زور دیا ہے کہ روزہ کے ذریعہ دل اور معدہ کی بہت سی بیماریوں کا کامیاب علاج اس نے کیا ہے پس موجودہ تحقیقات کے ذریعہ یہ امر واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ روزے صحت کے برقرار رکھنے کے لئے بہت مفید ہیں روحانی طور پر بھی رمضان المبارک کا مہینہ بہت برکات کا باعث ہے۔ رمضان میں عبادات کا موقعہ بہت زیادہ ملتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے یہ مہینہ بہت مد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ روزے تمام مسلمانوں پر فرض قرار دیئے گئے ہیں اس لئے امراء کو روزوں کے ذریعہ یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کی امداد کریں۔ آپ نے اسلام کی مختلف خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ جو ہر لحاظ سے مکمل شریعت کا حامل ہے اور بنی نوع انسان کے ہر طبقہ کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

مکرم چوہدری صاحب نے آخر میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ پہلے ہم خود حقیقی مسلمان بنیں۔ اور پھر دنیا میں اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کی کوشش کریں اگر ہم قرآن کریم کی اس آیت پر عمل کریں کہ

قل ان صلاتی ونسکی
ومحیای ومماتی للّٰہ
رب العالمین

تو پھر ہر روز ہمارے لئے عید کا دن ہوگا۔ اور یہی عید کی اصل حقیقت ہے۔

نماز اور خطبہ کے دوران پریس کے نمائندوں نے متعدد فوٹو لئے۔ بعد ازاں مکرم چوہدری صاحب نے نیوز ایجنسی کے ایک نمائندہ کو انٹرویو بھی دیا۔

خطبہ کے اختتام پر آپ نے تمام حاضرین سمیت اسلام کی ترقی کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔ اور اس طرح یہ مبارک تقریب دعا کے ساتھ ختم ہوئی۔

دعا کے بعد تمام مسلمانوں نے ایک دوسرے کو ملکر عید کی مبارکباد دی اور مسجد میں مصافحہ اور معانقہ کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔

اس کے بعد تمام حاضرین کو چائے پیش کی اور بعد میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ مکرم چوہدری صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے حسب معمول اس موقعہ پر بھی بہت محنت اور تکلیف سے کھانا تیار کر کے مہمانوں کی خدمت کی۔ خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے آمین

برادرم مسعود احمد صاحب جہلمی انچارج فرینکفورٹ مشن اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے بھی ۲۶ فروری بروز منگل ساڑھے دس بجے عید الفطر کی مبارک تقریب مسجد فرینکفورٹ میں منعقد کی۔ مختلف ممالک کے مسلمان اور لوکل جرمن احمدی اور غیر مسلم احباب اور پریس کے نمائندے وقت مقررہ پر مسجد میں تشریف لائے۔ نماز میں شامل ہونے والوں میں سے ایک احمدی مسٹر ظفر اللہ صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جو فرینکفورٹ سے کافی فاصلہ پر سے صرف نماز عید کے لئے اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ آئے۔ آپ کی بیوی جرمن ہے۔ اور بہت مخلصہ ہے۔ اور آپ کے ساتھ اسلام کے تمام احکامات پر عمل پیرا ہونے کے سلسلہ میں تعاون کرتی ہے۔ نیز ملک شاہ دین صاحب اپنی بیگم کے ساتھ Bremen سے تشریف لائے۔ آپ کی بیگم بھی بہت مخلصہ اور خادمہ دین ہے آپ جب بھی مشن ہاؤس میں آتی ہیں مشن کے کاموں میں بہت محبت اور خوشی سے تعاون کرتی ہیں۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی انہوں نے آنے والے مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرنے میں بہت مدد دی۔ خدا تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

آپ نے نماز عید الفطر کے بعد خطبہ کے دوران رمضان کے مہینہ کی برکات اور اس مہینہ کی افضلیت خاص طور پر بیان کی۔ نیز روزہ کے جسمانی اور روحانی فوائد بیان کئے۔

پریس کے نمائندوں نے نماز اور خطبہ کے دوران متعدد فوٹو لئے۔ اور بعد ازاں انٹرویو بھی لیا۔ خطبہ کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی۔

بالآخر قارئین احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ ہمیں صحیح طور پر اور کامیابی سے اس ملک میں اسلام کی نمائندگی کی توفیق عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ احباب تک اسلام کے پیغام کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال مجلس مشاورت کا اجلاس ۲۲، ۲۳، ۲۴ امان ۱۳۴۲ ہش مطابق ۲۲، ۲۳، ۲۴ مارچ ۱۹۶۳ء کو بروز جمعہ ہفتہ۔ اتوار ہوگا انشاء اللہ

عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیئے کہ اپنی اپنی جماعتوں کے نمائندگان کا انتخاب کر کے دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ سیکرٹری مجلس مشاورت

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰٓؤا

تقریر حقیقت نبوّت پر مصری صاحب کا تبصرہ اور ہمارا جواب

جناب قاضی محمدؐ نذیر صاحب لائلپوری

قسط نمبر ۱۱

سوالات کے جوابات

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ کے زیر بحث حوالہ کے سلسلہ میں جناب مصری صاحب نے مجھ سے بعض سوالات کئے ہیں یہ سوال مع جوابات درج کئے جاتے ہیں۔

مصری صاحب کا پہلا سوال

مصری صاحب کا پہلا سوال یہ ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"اس جگہ قاضی صاحب سے مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ فقرہ درست ہے یا نہیں اللہ منزل الشریعۃ فلا ینزل شریعۃً علی احدٍ الّا من ارتضٰی من رسولٍ اگر یہ درست ہے تو کیا رسول کی یہ تعریف نہ ہوگی کہ شریعت لانا اس کے لئے ضروری ہے۔ باقی جو کچھ حضور کی عبارت میں بیان ہوا ہے اس کا مطلب صرف یہی ہے کہ خدا سے مصفّٰی غیب پانے کے لئے حضرت رسول کریم کی کامل اطاعت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے......

...اس مصفّٰی غیب کو پانے والے زمرۂ اولیاء کے ہی فرد ہوں گے اور ان پر نبی کا لفظ محض لغوی اور مجازاً اور ظلی کے طور پر استعمال ہوگا۔"

سوال کا جواب

اس سوال کے جواب میں عرض ہے کہ آپ کا یہ فقرہ اللہ منزل الشریعۃ فلا ینزل شریعتہٗ علی احدٍ الّا من ارتضٰی من رسولٍ ترکیب نحوی اور ادبی لحاظ سے تو درست ہے مگر علمی لحاظ سے درست نہیں کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کے حتمی قول عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہٖ احداً الّا من ارتضٰی من رسولٍ کے معنوں کو محدود کرنے والا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے اس قول میں "رسول" کا لفظ تشریعی نبی سے عام ہے اور غیر تشریعی نبی کو بھی شامل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے فقرہ میں "رسول" کا لفظ مطلق نبی کیلئے استعمال ہوا ہے۔ اس لئے آپ کا یہ فقرہ معنوی لحاظ سے تب درست اور قرآن مجید کے مطابق ہو سکتا ہے جب اس فقرہ میں رسول کے لفظ کے ساتھ ایک قید بڑھائی جائے اور فقرہ یوں بنایا جائے۔ اللہ منزّل الشریعۃ فلا ینزّل شریعتہٗ علی احدٍ الّا من ارتضٰی من رسولٍ مشرّعٍ۔

امید ہے مصری صاحب موصوف میرا جواب خوب سمجھ جائیں گے۔ باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مصفّٰی غیب کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ آپ کے بیان کا یہ حصہ درست ہے مگر اس مصفّٰی غیب سے وہ غیب مراد ہے جو آیت لا یظہر علی غیبہٖ احداً الّا من ارتضٰی من رسولٍ کا منطوق ہے جس کے پانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر بحث عبارت میں نبی ہونا ضروری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"پس مصفّٰی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور یہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز۔ ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔"

دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عبارت میں مصفّٰی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری قرار دیتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ مصفّٰی غیب اس آیت کے منطوق کے مطابق نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ گویا مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت جسے ملے وہ نبی اور رسول ہوتا ہے اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ امت محروم نہیں یعنی اس امت میں کسی نہ کسی فرد کو یہ مصفّٰی غیب حسب آیت انعمت علیہم ضرور ملنا چاہیئے جس کے لئے نبی ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا امتِ محمدیہ میں نبی ہونا ضروری قرار پایا۔ اب ایک مشکل درپیش تھی کہ مصفّٰی غیب یا دوسرے لفظوں میں نبوت و رسالت براہ راست طریق سے بند ہو چکی تھی۔ اس کا حل خدا تعالیٰ نے یوں کیا کہ اس مصفّٰی غیب کی موہبت یعنی نبوت و رسالت کے پانے کے لئے بروز، ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا رکھا۔ پس اب امت میں موہبت نبوت و رسالت بروز، ظلیت اور فنا فی الرسول کے دروازہ سے ملے گی۔ پس جب وہی موہبت اس امت کے کسی فرد کو پورے طور پر مل جائے تو لامحالہ نبوتِ مطلقہ یا نفسِ نبوت کے لحاظ سے وہ انبیاء کے زمرہ کا فرد ہوگا۔ نام اس کا آپ خواہ امتی نبی یا کامل ظلی نبی رکھیں یا سے آپ پرانی معروف تعریف نبوت کے بالمقابل مجازی نبی ہی کہیں بات دراصل ایک ہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ نبی ضرور ہے۔

دوسرا سوال

جناب مصری صاحب کا دوسرا سوال مجھ سے یہ ہے:۔

"جس وقت کوئی انسان فناء فی الرسول ہو جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ محمد احمد بروزی طور پر بن جائے گا تو اس پر مصفّٰی غیب کے دروازے کھل جائیں گے اور مصفّٰی غیب پانے والے حضرت کی تحریر کے مطابق محدثین بھی ہیں جو صرف ایک پہلو سے نبی کہلاتے ہیں۔"

الجواب

اس سوال کا حل اب فاضل مصری صاحب نے ہمارے لئے بہت آسان بنا دیا ہے۔ ان کے نزدیک محدثینِ امت کامل ظلی نبی نہیں ہوتے اسی لئے انہیں نبی کا نام نہیں دیا گیا۔ نام کمال پر ہی مل سکتا ہے۔ چونکہ ساری امت میں سے صرف مسیح موعودؑ ہی ظلّی نبوت کے وصف کو کامل طور پر حاصل کرنے والے ہیں اس لئے ظلی نبی کا نام صرف انہیں ہی دیا گیا۔ جناب مصری صاحب کو ایسا بیان شائع کر دینے کے بعد ہمارے سامنے یہ سوال پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جناب مصری صاحب نبی کے مصفّٰی غیب پانے اور محدث کے مصفّٰی غیب پانے میں ناقص اور کامل وصف کا فرق مانتے ہیں چونکہ محدثین ناقص ظلّی نبی تھے اور ان کے بالمقابل مسیح موعود کامل ظلی نبی ہیں۔ لہٰذا یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ محدثین کیوں نبی نہیں اور مسیح موعود کیوں نبی ہیں۔ نبوّت خدا تعالیٰ کی دَین اور موہبت ہے۔ خدا تعالےٰ نے محدثین کو ظلی نبوتِ ناقصہ دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظلی نبوتِ کاملہ دی لہٰذا یہ فرق خدا تعالےٰ کا پیدا کردہ ہے۔ اس سے پوچھیں کہ ایسا اُس نے کیوں کیا ہے؟

تیسرا سوال

مصری صاحب کا مجھ سے تیسرا سوال یہ ہے:۔

"قاضی صاحب بتلائیں کہ حضور کو محمد اور احمد بروزی طور پر کہا گیا ہے تو آپ حضور کو فی الحقیقت محمد اور احمد مانتے ہیں اور اسی طرح حضور نے اسی اشتہار میں فرمایا ہے "مَیں بارہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت آخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں" کیا آپ حضور کو حضور کی اس تحریر کے مطابق خاتم الانبیاء تسلیم کرتے ہیں اگر نہیں تو کیوں، اگر کرتے ہیں تو اس کا باقاعدہ اعلان کریں۔ مَیں حیران ہوں کہ آپ لوگ بروزی خاتم الانبیاء کو تو حقیقت کے لحاظ سے خاتم الاولیاء تسلیم کرتے ہیں اور پھر بروزی نبی کو حقیقت کے لحاظ سے ولی تسلیم کرنے میں آپ کو کیا دقّت پیش آتی ہے؟"

الجواب

یہ فاضل مصری صاحب کے سوالوں میں سے دراصل اہم اور ان کا مایہ ناز سوال ہے کیونکہ اس سوال کے ساتھ انہوں نے ہمیں بُلّھے شاہ کی کافی کا یہ شعر بھی تلقین کیا ہے۔

اکو الف تینوں درکار
بھتیوں بس کریں اوہ یار

مَیں سب سے پہلے کیا دقّت ہے کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ اور مصری صاحب کے سامنے اپنی ایک دقّت چھوڑ بطور نمونہ تین دقّتیں پیش کر دیتا ہوں جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محض ولی تسلیم کرنے میں پیش آتی ہیں۔ یاد رہے کہ ولی ہم آپ کو مانتے ہیں بلکہ ایسا خاتم الاولیاء جو نبی ہونے کی وجہ سے صرف ولی نہیں ہوتا۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محض ولی تسلیم کرنے میں کئی دقّتیں ہیں ان میں سے تین درج ذیل ہیں:۔

پہلی دقّت تو یہ ہے کہ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان لازم آتی ہے کیونکہ اگر موسوی سلسلہ کے مسیح موعود کے مقابلہ میں محمدی سلسلہ کے مسیح موعود میں شانِ نبوت نہ پائی جائے تو اس سے بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام دونو سلسلوں کا تقابل بھی پورا نہیں ہوتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان بھی لازم آتی ہے دیکھو نزول المسیح صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"دونو سلسلوں کا تقابل پورا کرنے
کے لئے ضروری تھا کہ موسوی
مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی
شانِ نبوت کے ساتھ آوے
تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان
نہ ہو۔"

دوسری دقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آپ عیسےٰ ابن مریمؑ سے کم نہیں اگر آپ نبی نہ ہوں تو آپ کا یہ بیان غلط قرار پاتا ہے۔ دیکھئے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ میں حضور فرماتے ہیں :-

"میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح
ابن مریمؑ آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام
کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس
نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔
اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس
سے کم نہ رکھے۔"

تیسری دقت یہ ہے کہ حضرت اقدس نے لکھا ہے :-

"خدا نے اس امت میں سے
مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے
مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت
بڑھکر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ بحوالہ ریویو جلد اول صفحہ ۲۵۷)

اب اگر آپ کو نبی نہ مانا جائے تو بڑھ کر تو کجا آپ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے مساوی بھی نہیں ہوں گے بلکہ کمتر درجہ کے ہونگے۔

بروزی خاتم الانبیاء کی تشریح

اس کے بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے ہی بروزی خاتم الانبیاء کی تشریح پیش کر دیتا ہوں جس سے معری صاحب کو اپنے سوال کا جواب مل جائے گا۔ واضح ہو کہ آپ نے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں آیت آخرین منھم لما یلحقوبھم کے رو سے اپنے بروزی خاتم الانبیاء ہونے کا جو ذکر فرمایا ہے اسی کی حقیقت تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷ میں اسی آیت کی تفسیر میں یوں بیان فرمائی ہے :-

"آخرین منھم لما یلحقوبھم
یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب میں سے ایک فرقہ ہے
جو ابھی ظاہر نہیں ہوا یہ تو ظاہر ہے
کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں
جو نبی کے وقت میں ہوں اور
ایمان کی حالت میں اس کی
صحبت سے مشرف ہوں اور
اس سے تعلیم و تربیت پائیں
پس اس آیت سے ثابت ہوتا
ہے کہ آنے والی قوم میں ایک
نبی ہوگا اور وہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا
اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے
اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے
اپنے رنگ میں خدا تعالےٰ کی راہ میں
دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے
رنگ میں ادا کریں گے بہرحال یہ
**آیت آخری زمانہ میں ایک نبی
کے ظاہر ہونے کی نسبت
پیشگوئی ہے**۔ ورنہ کوئی وجہ
نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب
رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے
والے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ آیت آخرین منھم میں آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی تھی اور یہ ثابت ہے کہ وہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خاتم الانبیاء ہیں بروز ہونے والا تھا اس لئے اس آیت میں اس کے اصحاب کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا گیا ہے اس بیان سے ظاہر ہے کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں اس آیت میں بروزی خاتم الانبیاء کی پیشگوئی کا مفہوم یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک نبی ظاہر ہوگا جو خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ پس بروزی خاتم الانبیاء سے مراد حقیقی خاتم الانبیاء نہیں بلکہ ایک نبی اللہ ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ بروزی خاتم الانبیاء کی تشریح اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں بھی آگے چل کر یوں کر دی گئی ہے۔ "ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت و آخرین منھم سے ظاہر ہے۔" معری صاحب موصوف نے ہمیں سائیں بلھے شاہ کی کافی کا ایک شعر سنایا تھا میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تشریح بروزی خاتم الانبیاء کے متعلق بیان کرنے کے بعد بلھے شاہ کی زبان میں ہی معری صاحب سے کہتا ہوں ؎

اکو الف تینوں درکار
ہتیوں بس کریں او دیار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تشریح سے ثابت ہو گیا کہ بروزی خاتم الانبیاء سے مراد نبی ہے نہ کہ غیر نبی یا محض ولی۔ ہاں ہر نبی چونکہ خاتم الاولیاء ضرور ہوتا ہے کیونکہ خاتم الاولیاء ہونا اسے لازم ہے۔ اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی بھی ہیں اور لزوماً خاتم الاولیا بھی۔ بروزی خاتم الانبیاء کے معنی ہمارے نزدیک خاتم الاولیاء نہیں بلکہ ایسا نبی ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے اور بروزی نبی سے بھی یہی مراد ہے کہ بروز ہو کر نبی نہ کہ غیر نبی۔ خاتم الاولیا اور نبی میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے اس طرح کہ ہر نبی خاتم الاولیاء ضرور ہوتا ہے یعنی اس کے فیض سے ولی پیدا ہوتے ہیں لیکن ہر خاتم الاولیاء نبی نہیں ہوتا بلکہ خاتم الاولیاء غیر نبی بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی ایسا ولی بھی جو ولایت میں انتہائی کمال پر پہنچا ہوا ہو۔ مسیح موعود نبی بھی ہیں اور خاتم الاولیاء بھی۔

معری صاحب کی ہوشیاری

یہ معری صاحب کی کمال درجے کی ہوشیاری ہے کہ وہ پہلے بروزی خاتم الانبیاء کے معنی ہمارے منہ میں خاتم الاولیاء ڈالکر پھر اس پر اپنے اعتراض کی عمارت کھڑی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ بروزی خاتم الانبیاء کے معنی خاتم الاولیاء نہیں بلکہ بروزی خاتم الانبیاء کو خاتم الاولیاء ہونا صرف لازم ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود خاتم الاولیاء بھی بروزی طور پر ہی ہیں۔ نہ کہ براہ راست۔ کیونکہ امتی کا ہر کمال اپنے نبی متبوع سے مستفاض ہوتا ہے۔ لہذا اب کوئی خاتم الاولیاء تو کجا ولی بھی ہو تو بروزی اور ظلی طور پر ہی ہوتا ہے۔ فافہم وتدبر فان فیہ نکتۃ مبتکرۃ۔

اب ہر بروز محمد اور احمد ہونا۔ سو اس سے بھی مراد حقیقی محمد اور احمد ہونا نہیں بلکہ فنافی الرسول کا مقام حاصل کرنا ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کی موہبت کے حصول کا دروازہ قرار دیا ہے اب بروزی محمد اور احمد ہوئے بغیر کوئی شخص دنیا میں مقام نبوت حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اب بجز آپ کی مہر کے کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ آپ کے خاتم النبیین ہونے کا بلحاظ افاضہ یہی مطلب ہے کہ آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۹۷) — اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔

---

۴۴ لاہور میں ایک تقریر کے دوران مغربیت اور اشتراکیت کو اسلام کے لئے زبردست چیلنج قرار دیتے ہوئے تمام علماء دین سے انہیں یہ اپیل کر ڈالی کہ وہ ان دو فتنوں کا سر کچلنے کے لئے متحدہ محاذ قائم کریں۔ اس کا جواب اخبار انجام نے مولویوں کی طرف سے اوپر کے جملوں میں دیا ہے اور ایشیا نے اسی کو اپنا گمشدہ مال سمجھ کر اپنے اداریہ کی زینت بنایا ہے —— اصل بات یہ ہے کہ ریلوے وزیر نے ایسے کام کی اپیل مولویوں سے کر ڈالی ہے جو ان بیچاروں کا کام ہی نہیں انہیں چاہیئے تھا کہ کسی ایسے کام کی اپیل کرتے جس میں وہ طاق ہیں مثلاً اگر کوئی ✻

لیڈر بقیہ صفحہ ۲

کہ آپ تفصیل کے ساتھ اس مسئلے پر احاطہ کرکے بزم ایشیا میں شائع کرکے ممنون ہونے کا موقع دیں گے۔ (ظفر علی راجپوت۔ سکھر)

ایشیا۔ یہ سوال چونکہ مولانا مودودی صاحب اور ان کی تصنیف سے متعلق ہے۔ اسلئے بہتر ہے کہ آپ انہی سے رجوع فرمائیں"۔ (ایشیا لاہور)

معلوم ہوتا ہے ملک صاحب جو منطق انہوں نے سبقاً سبقاً پڑھی تھی بالکل بھول گئے ہیں۔ سائل نے کبریٰ صغریٰ تو مہیا کر دیا ہے۔ اب نتیجہ نکالنا کونسا مشکل تھا۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ملک صاحب اب سمجھ گئے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے کسی ایسی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا جو حضرت امام ابو حنیفہ کے پیش نظر تھی۔

۳۔ ایشیا میں شائع شدہ ایک اور مراسلہ ملاحظہ ہو :-

"اس کی ایک جھلک اس خبر میں ملاحظہ فرمایئے۔ جو ..... روزنامہ امروز لاہور نے شائع کی ہے :-

"..... جماعت اسلامی نے مہربانی وزیر تعلیم کے خلاف مہم چلا رکھی ہے ایک جلسے میں اس کے حامی بیان تک پڑھے کہ بیگم محمودہ سلیم کے بیان پر کفر کا فتویٰ عائد کر دیا۔ ..... یعنی کفر کا فتویٰ عائد کرنے کا الزام اس پلیٹ فارم پر لگایا جا رہا ہے جس کی ۲۲ سالہ تاریخ شاہد ہے کہ اس نے کبھی کسی فتوے بازی میں حصہ نہیں لیا اور یہ الزام وہ لگا رہے ہیں ..... (م۔ب)"

م۔ ب صاحب کو معلوم نہیں کہ آجکل فتویٰ بازی کی تکنیک بھی بدل گئی ہے اب سیدھی طرح یہ نہیں کہا جاتا کہ فلاں فرد یا فلاں فرقہ کافر مرتد اور واجب القتل ہو گیا ہے بلکہ فسادفی الارض برپا کرکے حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور اگر م۔ ب کی سمجھ میں یہ تکنیک آگئی ہو تو اس کا یہ کہنا کہ ۲۲ سال کے عرصہ میں اس (مودودی صاحب کی) سٹیج سے فتویٰ جاری نہیں ہوا صحیح نہیں ہے۔

۴۔ ہفت روزہ ایشیا ۳/۳/۶۳ کے اداریہ میں روزنامہ انجام کراچی کا ایک اداریہ نقل کیا گیا ہے جس سے مولویوں کی بے بسی پر آنسو بہائے گئے ہیں اس اداریہ میں بہت سے عجائبات بیان کرکے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ

"ہمیں بتایا جائے کہ جب با اختیار طبقہ مولویوں کی کوئی بات ماننے کو تیار نہیں اور ان کی ہر بات کو ...... "ملائیت" کہکر حقارت سے ٹھکراتا ہے تو کسمپرسی کے غاروں میں گرا ہوا طبقہ علماء مغربیت و اشتراکیت کے خلاف "متحدہ محاذ" قائم کرے تو کس طرح؟" (ایشیا لاہور)

بات یہ ہے کہ ریلوے وزیر مسٹر عبدالوحید خان نے ۴۴

✻ استعمال انگریزی کا سوال ہوتی تو ابھی پل بھر میں یہ بزرگ متحدہ محاذ قائم کرکے ۱۹۵۳ء کے سے فسادات برپا کروا سکتے ہیں ع - ہر کسے را بہر کارے ساختند -

ظہور مسیح موعودؑ کا نشان اور آثار قیامت کا ایک نمونہ

"آتش مشرق" یا "جاوا کی آگ"

از مکرم ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری

حضرت مہدی موعودؑ کی آمد کی ایک نشانی احادیث میں "نارًا تخرج من قبل المشرق" بیان کی گئی یعنی مشرق کی طرف ایک آگ نمودار ہوگی۔ یہ آگ مشرق کی سمت جاوا سے نکلی اور بہت دنوں تک اس کے آثار نظر آتے رہے۔ یہ واقعہ ۱۸۸۳ء کا ہے۔ میں اس کی تفصیل احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جب سے کرۂ زمین اپنے ابتدائی اور پیدائشی آتشی دور سے گزرا ہے۔ ایک ہولناک دھماکہ جو کراکٹوعہ کے پھٹنے سے ۱۸۸۳ء میں ہوا کبھی نہیں ہوا تھا۔ یوں معلوم دیتا ہے کہ قدرت کے تمام عناصر آگ۔ پانی۔ ہوا اور مٹی باغی ہو کر برسرپیکار ہیں اور آپس میں اس طرح گتھم گتھا ہو رہے ہیں۔ کہ منطقہ حارہ کو صدیوں کا امن پھر کبھی دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ زمین کا پاتال پھٹ گیا۔ اور اسی کی تہ کا نشان بھی غائب ہو گیا۔ سورج چھپ گیا۔ اور شور اس قدر برپا ہوا جیسے میدان جنگ کے ہر پہلو کی درجنوں توپوں کا دہانہ یک وقت کھول دیا گیا ہو اور ماول کی منجمد گنج نے پارہ پارہ ہو کر تمام فضا کو معمور کر دیا آگ کے شعلے بے تحاشہ چاروں طرف پھیل گئے۔ اور اس بلا کی لپیٹ میں آکر ہزاروں جل گئے۔ ڈوب گئے۔ اور مارے گئے۔ شہر اور دیہات نابود ہو گئے۔ جہاز اور کشتیاں سطح سمندر سے اس طرح غائب ہوئیں کہ کبھی تھیں ہی نہیں اور عناصر دنیا کے حملے کی گونج ہزاروں میل تک سنائی دی۔ جس نے ارضی حیات وحسن کو برباد کر کے رکھ دیا۔ اس سرگزشت کی جائے وقوعہ ڈچ ایسٹ انڈیز کے جزائر جاوا اور سماٹرا کے درمیان آبنائے سونڈا پر آباد جزائر کے مجموعہ کراکٹوعہ تھی۔ یہ چھوٹے چھوٹے جزیرے نقشہ پر جانب مشرق ہلکے ہلکے نشان کی صورت نقطے نظر آتے ہیں۔ کراکٹوعہ کا جزیرہ جو سب سے بڑا ہے۔ ۵½ میل لمبا ہے۔ اس کے جنوبی کنارے پر رکاٹہ کا ۳۰۰۰ فٹ اونچا آتش فشاں پہاڑ ہے جو صدیوں سے خاموش تھا۔ آخری مرتبہ ۱۶۸۰ء میں اس کوہستان کا لاوا ابلا تھا۔ اور اب دو صدیوں کی خاموشی معنی خیز ہونے لگی تھی۔ ماہ مئی ۱۸۸۳ء میں زبردست گڑگڑاہٹ کی آواز دور گہرائی سے آتی ہوئی بہت دیر تک سنائی دیتی رہی۔ حتیٰ کہ شہر بٹویا جو ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے کے رہنے والوں نے اسے بندوقوں کے چلنے کی آواز یا سمندر پر بادلوں کی گرج سمجھا۔ اطلاعات یہ تھیں۔ کہ کراکٹوعہ جوش مار رہا ہے۔ اور اس کا ہمسایہ چھوٹا جزیرہ پربوطن ابل پڑا ہے۔ بھاپ چھوڑ رہا ہے۔ اور گرد و غبار کے بادل اور سیاہ پتھروں کی دور دور تک بارش برسا رہا ہے۔ اور کراکٹوعہ پر سیاہ رنگ کی گرد جس نے دو فٹ اونچے سیاہ جلے پتھروں کی تہ کو ڈھانپ رکھا تھا۔ یوں دکھائی دیتی تھی۔ جیسے کراکٹوعہ پر عجیب قسم کی برف باری نے فرشی چادر بچھا دی ہو۔ درخت پتوں سے بالکل ننگے کھڑے تھے۔ ہلکے ہلکے جھٹکے محسوس ہو رہے تھے۔ زمین کانپ رہی تھی اور مسلسل زلزلوں کے احساس نے شہروں اور دیہات کے رہنے والوں کے دلوں میں ہول پیدا کر دیا تھا۔ درخت خشک بے جان تھے۔ نہ سبزی تھی اور نہ حرکت۔ حیوانی زندگی بالکل مفقود ہو چکی تھی۔ دیو پیکر اور نئی گہری خندقوں اور دراڑوں سے گرم بخارات کے چشمے میلوں بلند اچھل پڑتے تھے۔ اور خطرناک آتشیں مادہ اگل رہا تھا۔ دھماکے کے بعد دھماکہ ہر دس دس پندرہ پندرہ منٹ بعد سنائی دیتا تھا۔ گویا کہ کائنات خود کائنات کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور مصروف پیکار تھی۔

اتوار کے روز ۲۶ اگست ۱۸۸۳ء کو بٹویا۔ بٹن زورگ۔ انجر۔ تلوک بٹاٹونگ کے شہروں میں جو آبنائے سونڈا کے دونوں جانب سو سو میل پر آباد ہیں۔ عام خوف پھیل چکا تھا اور لوگ بدحواس ہو رہے تھے۔ آگ کے پھٹنے کا شور اب بڑھ رہا تھا۔ جیسے توپخانہ کی جنگ ہو رہی ہو۔ دروازے اور کھڑکیاں خود بخود ٹکراتی اور کھل جاتی اور بند ہو جاتی تھیں۔ ہوا تکدر تھی۔ بھاری تھی۔ جو لوگ ساحل سمندر پر بیٹھے یا سطح آب پر جہازوں میں موجود تھے وہ ۲۰ میل اونچے دھوئیں کے ستون نکلتے دیکھ رہے تھے۔ دھوئیں اور بادلوں کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں نے ایک پردہ کھینچ دیا تھا۔ کہ اہل زمین کے ساتھ ہونے والی واردات کو کوئی مشاہدہ نہ کر سکے۔ دھماکے ۵۰ میل تک شہر بیٹر ونگ تک سنائی دینے لگے۔ اور بہت سے لوگ گھروں سے نکل کر پہاڑوں کی طرف بھاگ کر چلے گئے۔ ۷ بجے شام کو ہی نصف شب کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ اور آسمان بجلی کی چمک سے روشن ہونے لگا تھا۔ پہاڑوں کی یہ تصویر دکھائی دیتی تھی کہ وہ سفید مصور کا دھانی پردہ ہوں اور ان پر درختوں کی شکل ایسے سانپوں سے مشابہ تھی جو کہ زبانیں نکالے چاروں طرف ہوا میں تیزی سے دوڑ رہے ہوں۔ ہوا میں گرد اور راکھ لدی تھی۔ اور گندھک کی تیز بو نے فضا کو زہریلا کر دیا تھا کہ سانس لینا مشکل تھا۔ آسمان پر کبھی خونی رنگ کی چاندنی پھیل جاتی تھی۔ جس کے حاشیے زرد یا دوسرے گہرے رنگوں کے بنتے تھے۔ اور کبھی یک لخت روشنی سفید ہو جاتی تھی اور پھر اندھیرا چھا جاتا تھا۔ جس سے لوگوں پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔ اور وہ حیران و سراسیمہ کھڑے یہ منظر دیکھ رہے رات بھر کوئی نہ سو سکا۔ مکانات کانپ رہے تھے۔ کیپٹن واٹسن آف چارلس بل کا بیان تھا کہ اس نے دور فضا میں آگ کی زنجیریں اور شعلوں کے گولے دیکھے۔ جن میں پگھلے ہوئے آتشی لوہے کا عکس پڑ رہا تھا۔ جب اس نے آواز معلوم کرنے کے لئے پانی میں آلہ ڈالا۔ تو وہ بیس فیدم یا فٹ کی گہرائی میں ہی اتنا گرم ہو گیا کہ اسے واپس نکالنا پڑا۔ آتش فشاں پہاڑ جہاز پر کیچڑ۔ غبار اور بجری باقی پھینک رہا تھا۔ رنگ برنگی روشنی سے تمام جہاز مزین ہو رہا تھا۔

جہاز جی۔ ریچ۔ نشنن کا عملہ اس وہم سے بدحواس ہو رہا تھا۔ کہ آسمان پر شیطانی روحیں ہنس رہی تھیں اور عنقریب ان کے جہاز کو غرق کر دیں گی۔

تمام رات کراکٹوعہ دہاڑتا رہا۔ اور ابلتا رہا۔ زمین کو توڑتا رہا۔ اور آسمان کو پھاڑتا رہا۔ اور سطح سمندر پر ایسے نقوش جما دیئے کہ شیطانی شاہکار کا نمونہ ہر جگہ نظر آنے لگا۔ فضا میں شکست و ریخت کی آوازیں دھماکے اور شور و غوغا کا ایسا طلاطم تھا۔ کہ آج تک کسی ساز پر ایسی سُریں نہ پیدا ہوئی تھیں نہ ہو سکتی تھیں۔ صبح کے قریب کراکٹوعہ کا غصہ کم ہوتا معلوم ہونے لگا۔ دھماکے بھی کچھ کچھ دیر بعد ہو رہے تھے۔ ہر گڑگڑاہٹ خبردار! خبردار! کا الارم کر رہی تھی۔ صدیوں کی نیند اب ختم ہو رہی تھی۔ گذشتہ گھنٹوں کا امن اب زیادہ دیر تک قائم رہنا ناممکن تھا۔ کراکٹوعہ اب حملے کیلئے بالکل تیار تھا۔

۲۷ اگست ۱۸۸۳ء سوموار کے روز صبح دس بجے تھے۔ کہ کراکٹوعہ پھٹ پڑا۔ جس نے تمام دنیا کو ہلا دیا۔ سمندر اپنی تہ تک تلملا اٹھا۔ آگ تہ سمندر سے بھی پھوٹ نکلی آسمان قطعی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ بے شمار جانی نقصان ہوا۔ کراکٹوعہ کا جزیرہ ہوا میں اڑ گیا۔ اس کی سب سے بلند چوٹی ۸۰۰ میل کے فاصلے پر جا گری جہاں ایک جزیرہ نمودار ہو گیا۔ ایک ہزار کے فاصلہ تک نیوگنی۔ آسٹریلیا سیلون تک شور سنائی دیا۔ اور جاوا سماٹرا میں تو کان بہرے کر دینے والا شور برپا تھا۔

دروازے اور کھڑکیاں ٹوٹ گئیں۔ تصاویر شمعدان چھتوں اور دیواروں سے گر پڑیں۔ اور جھٹکوں کی بھینچ سے پتھروں کی دیواروں میں بھی سوراخ اور دراڑیں آ گئیں۔

ڈچ سائنسدان کا مشاہدہ یہ تھا۔ کہ اس نے آگ کی ایک لمبی قطار سمندر کے عین وسط میں دیکھی جو آبنائے سے شروع ہو کر کراکٹوعہ تک چلی گئی تھی۔ اور سمندر کی تہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ پھٹ کر کھل گئی ہے۔ سمندر خشک ہو گیا ہے۔ اور آگ اس کے پاتال سے نکل رہی ہے۔ گویا وہ آگ کی دیواریں آمنے سامنے کھڑی ہیں۔ ایک دوسرے پر شعلے برسا رہی ہیں۔ جن سے دھماکے اور شور اٹھ رہا ہے۔ یہ دیواریں کبھی گرتی ہیں۔ اور کبھی کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے درمیان ایک گہری غار پیدا ہو گئی ہے۔ جس میں سمندر کا پانی بڑے جوش اور تیزی کے ساتھ داخل ہو رہا ہے۔ اور خیال تھا۔ کہ اس بے پناہ پانی کی دہار سے یہ آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ مگر نہیں۔ پانی غڑل غڑل ایک اتھاہ گڑھے میں جا رہا تھا۔ اور آگ برابر اسے باہر زور سے بلندی پر پھینک رہی تھی۔ جیسے اژدہا پھنکارے مار رہا ہو اور منہ سے آگ اور پانی نکالتا ہو۔

سوائے اس کے کہ دنیا کا انجام پہنچ گیا ہو۔ یا قریب ہو۔ ورنہ سمندر اس قدر رہیبت ناک مصیبت میں گرفتار نہیں ہو سکتا تھا۔ پانی کی ۱۰۰ فٹ بلند دیوار سطح سے آگ کے ہمراہ اٹھتی تھی۔ اور ساحلوں کی طرف دوڑتی تھی۔ اردگرد کا پانی سب ابل رہا تھا۔ گرم تھا۔ حتیٰ کہ آخری گرم لہر۔ (جو آج مرور زمانہ سے بے شک عجیب معلوم دے) مگر لنڈن کے شہر میں دریائے ٹیمز تک پہنچی۔

چھوٹی کشتیوں کا تو نام ونشان نہ رہا۔ اور بڑے بڑے بھاری جہاز پانی نے کھلونوں کی طرح اٹھا کر دور خشکی پر اس طرح دے مارے۔ کہ بچے ابھی ابھی اس کھیل سے فارغ ہوئے ہوں۔ یہاں تک کہ حکومت کا جنگی جہاز "بیرو" بھی ایک میل خشکی کے اندر سطح سمندر سے ۳۰ فٹ بلند چوٹی پر خشکی میں پھینکا ہوا پایا گیا۔ وہ روشنی کے مینار اوندھے منہ گر پڑے اور سمندر کی غضبناک لہریں خشکی پر چڑھ آئیں اور انجر مرک کے شہر بالکل بہہ گئے۔ اور نابود ہو گئے۔

شہر میراک میں چینی لوگوں کا ایک کیمپ غرق آب ہو گیا۔ اور ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ ٹلوک بٹیانگ جو لیمپونگ کا دارالخلافہ تھا۔ اس طرح صفحہ زمین سے مٹ گیا کہ کبھی آباد نہ تھا۔

قریب سمندر کی آبادی سے ۳۶۴۱۷ جانوں کا نقصان ہوا۔ تمام گھر۔ اسباب۔ مویشی۔ سب کچھ جاتا رہا۔ کل اموات کا اندازہ ایک لاکھ تھا۔ لیکن یہ بھی صحیح اعداد و شمار نہ تھے۔ اسی آتش فشانی کے بعد آبنائے سونڈا قابل گذر نہ رہی تھی۔ روشنی کے مینار منہدم ہو چکے تھے۔ دوسرے نشانات محو تھے۔ تیرتے ہوئے جلے مادے اور ہلکے پتھروں نے سطح آب پر گہری تہ جما دی تھی۔ جس میں سے کسی کشتی یا جہاز کا گذرنا ممکن نہ تھا۔ خطہ زمین اب ویران تھا۔ مسٹر آر جے جو برطانوی جہاز "ہوپ" پر تھا۔ اس کا کہنا ہے۔ کہ سرسبزی اور آبادی کی جگہ اب ویرانی اور خشکی اور بانجھ زمین تھی۔

سماٹرا کو زبردست نقصان پہنچا تھا وہ نذر آتش ہو گیا تھا۔ ہر قسم کا سامان۔ جلا پھکا۔ ٹوٹا پھوٹا۔ ردی بے کار سطح سمندر پر تیر رہا تھا۔ کائی۔ پتے۔ بیلیں۔ کانٹے جھاڑیاں سب پانی پر جمے ہوئے تھے۔ جن پر بڑے بڑے مینڈک۔ سانپ۔ اژدہا۔ اور شارک مچھلیاں پناہ گزین تھے۔ جن کی دیکھ کر طبیعت میں گھبراہٹ اور رحم پیدا ہوتا تھا۔ یہ سب جانور کچھ بڑ رہے تھے۔ کچھ مرنے والے تھے۔ اور بعض میں معمولی حرکت تھی۔ ان کی نظریں رحم کی التجا کر رہی تھیں۔ لیکن موت نے ان سب کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

کراکٹوعہ کا شمالی نچلا حصہ بالکل غائب ہو چکا تھا۔ اب یہ محض (باقی صفحہ ۷ پر)

اس زمانہ کے اندھیروں سے نجات پانے کا واحد راستہ

(از مکرم ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ربوہ)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فی اختلاف الیل و النّھار وما خلق اللّٰہ فی السمٰوت والارض لاٰیٰت لقوم یتقون ○ (سورہ یونس)

ترجمہ و تشریح:۔ پس کوئی قوم اس بات سے خوش نہ ہو جائے۔ کہ رات اور دن کا آنا جانا لازمی ہے۔ کیونکہ روحانی دنیا میں بھی گو رات کا آنا لازمی ہے مگر اس کا دور کرنا بھی انسان کے اختیار میں ہے۔ بیشک ترقی اور تنزل قوموں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ مگر تنزل کو دور کرنا اور ترقی کے حصول کے لئے کوشش کرنا بھی ضروری ہے زندگی پیدا کرنے کے لئے جدوجہد کا چھوڑ دینا اور رات کو ایک طبعی اور خود بخود دور ہو جانے والی چیز سمجھ لینا غلطی ہے۔ متقی انسان رات کے وقت کو دیکھ کر کوشش کرتے ہیں کہ ان کی قوم پر سورج چڑھے اور نبی آکر یہی تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے دروازے کھولو۔ اور سورج چڑھالو۔ اس بات پر مطمئن نہ ہو جاؤ کہ تنزل قوموں کے ساتھ ہی لگا ہوا ہے۔ کسب کا تعلق نہار سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما جرحتم بالنہار (انعام ع ۷)

پس اگرچہ رات قدرتی اور مفید چیز ہے۔ مگر بغیر دن کے ماخلق اللّٰہ فی السمٰوت والارض سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ تمام کام دن سے تعلق رکھتے ہیں۔ کانوں کا کھودنا زراعت تجارت وغیرہ سب کسب دن سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ سورج سے پیدا ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبوں سے فرماتا ہے کہ تم بھی اس روحانی سورج (آنحضرت صلعم) سے تعلق پیدا کرو تاکہ تمہاری قوم پر دن چڑھے۔ اور رات دور ہو۔ کیونکہ سورج سے تعلق پیدا کئے بغیر یہ بات ناممکن ہے۔ (تفسیر کبیر)

نیکی اور روشنی اللہ تعالیٰ نے کی صفت رحمانیت کے ماتحت فطرۃً انسان میں ودیعت کی گئی ہیں۔ اگر وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو وہ لازماً ان کی ضد یعنی بدی اور ظلمت کو اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کام کر رہی ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اب کوشش کرے تو ان اندھیروں سے نکل کر پھر نیکی اور روشنی کو حاصل کر سکتا ہے۔ (جیسا کہ تفسیر کبیر سے اوپر کے اقتباس میں بیان کیا گیا ہے)۔ لیکن عموماً ہوتا یہ ہے کہ افراد اور قومیں اپنے گناہوں اور اپنی سستی کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اور جدوجہد کو ترک کر کے نیم مطمئن ہو جاتی ہیں۔ کہ اس وقت کوشش بے سود ہے جب قسمت اچھی ہوگی۔ تو الٹی بھی سیدھی پڑ جائیگی۔ یہ ایک خطرناک خیال ہے۔ جو آجکل عموماً مسلمانوں میں راسخ ہو چکا ہے جس کی وجہ سے وہ نکبت و ادبار اور دوسری برائیوں میں گرفتار ہو گئے ہیں ستم تو یہ ہے۔ کہ وہ فطرتِ صحیحہ کی پکار کو سننے اور اس پر عمل کرنے کی بجائے مشرکانہ رسومات اور توہمات کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے دل کو تھوڑی دیر کے لئے جھوٹی تسلی دے لیتے ہیں:

خدائے رحیم و کریم اور ذوالمنن نے اپنی سنت مستمرہ کے ماتحت اس وقت پھر دنیا کی ہدایت کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں اپنے مامور یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ اب یہ دنیا والوں کا کام ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اس فیض سے فائدہ اٹھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہو کر نہ صرف نجات اخروی حاصل کریں بلکہ دنیا کے بندھنوں سے بھی جو صدیوں سے ان کے گلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ رہائی پا جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دوسروں کی طرح ہاتھ پاؤں مار کر کچھ دنیوی ترقی حاصل کر لیں۔ لیکن صرف یہ چیز ان کے لئے زندگی کے مقصد کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ یہ تو انہیں تب ہی حاصل ہو گی۔ جب وہ اس روحانی جماعت میں شامل ہو کر صحیح طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد بجا لائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی گم گشتہ مخلوق کو بھی راہ راست دکھائیں گے۔ اس جگہ ان لوگوں کے لئے بھی انتباہ ہے جو بظاہر تو اپنا تعلق اس فرستادہ ربانی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے صحیح معنوں میں عہد بیعت کو نہیں سمجھا بلکہ وہ دنیا کے بندے ہی بن رہے ہیں۔ اور نہ ہی انہوں نے اہلیت کا کوئی ثبوت دیا ہے۔ پس ضروری ہے کہ یہ ہر دو گروہ اس زمانہ کے نوح کی کشتی میں سوار ہو کر اب بھی سلامتی کے کنارہ پر پہنچ جائیں ورنہ آج کوئی دوسرا سہارا اس موجودہ طوفان سے انہیں بچانے کا موجب نہیں بن سکتا۔ ؎

واللہ ہمچو کشتی نوحم ز کردگار ؎ بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم (مسیح موعودؑ)

امتحان مقابلہ انتخاب اپر ڈویژن کلرکس

اسامیاں ۷۴ دفتر اکاؤنٹ آفیسر ٹیلیفون ریونیو لاہور تنخواہ ۸۵-۶-۱۱۵-۵/۲-۱۷۵-۱۰-۲۲۵ علاوہ انڈین الاؤنس۔ شرائط۔ بیچلر ڈگری عمر ۱/۲/۶۳ کو ۱۸ تا ۲۵۔

فارم درخواست بمعہ سلیبس -/۵ روپے کا پوسٹل آرڈر بھیجکر دفتر اسسٹنٹ جنرل مینیجر ٹیلی کمیونیکیشن نارورن ریجن ویسٹ پاکستان لاہور سے طلب ہوں۔ درخواستیں بنام جنرل مینیجر ۱۵/۳/۶۳ تک (ربسٹ ۲/۳/۶۳)

داخلہ سی ایس ایس ایوننگ کلاس

ٹرم ۱۶/۳/۶۳ تا ۱۵/۶/۶۳ فیس لازمی مضامین -/۹۰ برائے پوری ٹرم۔ بصورت اختیاری مضامین -/۱۰ ماہوار فی مضمون خواہشمند احباب ایڈوائیزر سی ایس ایس کلاس اورنٹیل کالج لاہور سے رابطہ پیدا کریں۔

ناظر تعلیم

طلباء اور طالبات کے لئے نیک نمونہ

امتحان سے قبل تعمیر مساجد ممالک بیرون کے صدقہ جاریہ میں حصہ لینا

میٹرک کا امتحان عنقریب شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے طلباء اور طالبات کو اس امتحان میں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

عزیز مرزا محمد اسمٰعیل ابن مکرم مرزا محمد یعقوب صاحب واقفِ زندگی ربوہ جو میٹرک کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں نے قبل از وقت ہی تعمیر مساجد ممالک بیرون کے صدقہ جاریہ میں پانچ روپے ادا کر دئے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

قارئین کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو میٹرک کے امتحان میں شاندار کامیابی عطا فرمائے اور ہمیشہ انہیں اپنے خاص فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین۔

دیگر طلباء اور طالبات بھی اس نیک نمونہ سے فائدہ اٹھائیں — ؎

(وکیل المال اوّل تحریک جدید — ربوہ)

مقابلہ مضمون نویسی بعنوان ایفاءِ عہد

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ تحریک جدید کے مالی نظام میں مخلصین جماعت کے وعدے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اسلئے ہر احمدی میں ایفاء عہد کا وصف پیدا کرنا ازبس ضروری ہے۔ پس جملہ صاحب قلم حضرات سے التماس ہے "ایفائے عہد" کے عنوان پر اپنے قیمتی خیالات فرما کر دفتر ہذا میں ارسال فرما دیں۔ یہ مضامین انشاء اللہ وقتاً فوقتاً الفضل اور دیگر جماعتی جرائد میں اشاعت کے لئے بھجوائے جاتے رہیں گے اور اول و دوم و سوم قرار پانے والے مضمون نویس حضرات کو انعامات بھی دئے جائیں گے۔ (وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

ہفتہ شجرکاری اور انصار اللہ

امید ہے جملہ مجالس انصار اللہ نے ہفتہ شجرکاری کے دوران نئے پودے لگانے میں بھرپور کوشش کی ہو گی۔ تاہم اگر کسی وجہ سے کوئی کمی رہ گئی ہو تو اس کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ابھی موسم ایسا ہے کہ مزید پودے لگ سکیں۔ نیز میری گزارش ہے کہ اس ہفتہ کے دوران جس قدر نئے پودے لگائے گئے ہوں ان کی تعداد سے مطلع فرمایا جائے تاکہ گذشتہ کے مقابلہ میں ترقی کا جائزہ لیا جا سکے۔ (نائب قائد انصار اللہ)

"مشرق کی آگ" — بقیہ صفحہ ۶

ایک ٹیلہ رہ گیا تھا۔ گرد و نواح کے جزائر کی بلندی اور رقبہ میں اضافہ ہو گیا تھا۔ سمندر کی تہ سے نئے جزیرے اوپر نکل آئے تھے اور سطح سمندر ۱۰ فٹ سے ۶۰ فٹ تک بلند ہو گئی تھی۔ اور وہ جو غار کراکٹوا میں زمین کے اڑ جانے سے پیدا ہوا تھا اس کی گہرائی ایک ہزار فٹ تھی یہ ایک ہزار فٹ نشیب سطح سمندر سے نیچے تھا۔ اور زلزلے کی وہ قوت جس نے کراکٹوا کو پاتال سے نکال کر دور سمندر میں جا کر پھینکا۔ اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ وہ زمین کا دو کھرب مکعب فٹ ٹکڑا تھا جس کے ۱/۵۰ حصہ کے برابر کے قطعہ زمین سے ۲۰ فٹ بلند ۲۵۰ فٹ چوڑی اور ہو میل کے دائرہ کی لہر پیدا ہوتی ہے۔

یہ اعداد و شمار رائل سوسائٹی سے لئے گئے ہیں یہ وقوعہ اپنی قسم کا بے مثال تھا جس کا شور زمین پر اس سے قبل کبھی نہیں سنا گیا۔ شاید کہ ان کے آباد ہونے سے پہلے کا ایسا شور ہوتا ہو گا۔ اس حادثہ کی خبر ٹبویا سے بحری تار کے ذریعہ سنگاپور پہنچی جہاں سے باقی دنیا کو اس کا پتہ چلا تو دنیا کے چاروں طرف سے ناظرین ہزار ہا زائرین اور سیاح لوگ اس موقع کو دیکھنے کے لئے چل پڑے سالہا سال تک تابناک سونڈ اکے کنارے اس عبرتناک منظر کا ثبوت پیش کرتے رہے اس واقعہ کے اثرات جو سورج پر پڑے وہ یہ تھے کہ مدتوں سورج نہ صرف مشرقی خطۂ ارض میں بلکہ مغرب میں بھی انگ رنگ کی تصاویر اور روشنیاں دکھاتا رہا۔ انگلستان میں بھی طلوع شمس اور غروب آفتاب کے وقت سورج کے عجیب رنگ بدلتے رہے۔ کبھی سبز اور کبھی نیلا

ہزاروں آنکھوں نے اس منظر کو دیکھا اور اسے دنیا کے عجائبات میں سے ایک عجوبہ خیال کیا مگر اہل نظر کے لئے یہ ایک نشان راہ تھا۔ کہ آنے والا جس کی دنیا منتظر تھی وہ آگیا ہے۔ اٹھو اور اس کی تلاش کرو۔ نہ کہ آتش فشانی کو دیکھکر واپس گھروں کو چلے جاؤ۔

پس یہ نشان بھی اپنی پوری آب و تاب سے پورا ہوا۔ مگر فائدہ بہت کم لوگوں نے اٹھایا اور یہ بات لوگوں کے دلوں سے بالکل محو ہو چکی ہے۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر علمائے سلسلہ کی تقاریر

(بقیہ صفحہ اول)

چنانچہ اب ہی ظہور میں آیا جب پیشگوئی کی ایک ایک علامت آپ کے وجود میں پوری ہو گئی تب آپ نے خدا کے حکم کی بناء پر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس ضمن میں آپ نے احباب کو ماہنامہ "الفرقان" ماہ فروری ۱۹۶۳ء کا ادارتی مقالہ پڑھنے کی طرف توجہ دلائی جس میں اس امر پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر نے پیشگوئی کے اس حصہ کی وضاحت کی کہ "وہ جلد جلد بڑھے گا"۔ دوران تقریر میں آپ نے واضح فرمایا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی پوری زندگی اور حضور کے عظیم الشان کارنامے اس امر پر گواہ ہیں کہ حسب پیشگوئی تعلق باللہ، محبت الٰہی، عشق رسولؐ، شفقت علی خلق اللہ اور اشاعت اسلام میں جس برق رفتاری سے حضور آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے آرہے ہیں۔ افراد جماعت اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوشش کے باوجود برق رفتاری کے اس معیار پر پورے نہیں اتر رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ موجودہ علالت میں بھی حضور ایدہ اللہ کی روحانی ترقیات کا سلسلہ اسی برق رفتاری سے جاری ہے۔ تاہم جہاں تک ہماری اپنی جدوجہد اور سعی وعمل کا تعلق ہے ہم اس وقت اس حالت اور کیفیت میں سے گزر رہے ہیں۔ جس طرح ایک بچہ جب اپنے باپ کے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ تو باپ اس خیال سے ذرا رک جاتا ہے کہ بچہ دوڑ کر درمیانی فاصلے کو طے کرلے اور اس تک پہنچ کر پھر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ ان حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی مساعی کو کئی گنا بڑھا کر جلد اس مقام تک پہنچ جائیں۔ جہاں حضور روحانی مراتب میں اپنی روزافزوں ترقی کے باوجود ایک گونہ قیام کی حالت میں ہمارے منتظر ہیں۔ جتنی جلدی ہم اپنی سعی وعمل کے لحاظ سے اس مقام تک پہنچ جائیں گے اتنی جلدی ہی ہمیں پھر پہلے ہی کی طرح حضور کی فعال قیادت میں حضور کے قدم بہ قدم غلبۂ اسلام کی منزل مقصود کی طرف برق رفتاری سے آگے بڑھنے کی سعادت میسر آجائے گی۔ چنانچہ اس وقت ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم موجودہ وقت کے تقاضا کو پہچانتے ہوئے جلد سے جلد اس درمیانی فاصلہ کو طے کرنے کی کوشش کریں جو ہماری اپنی کمزوری یا سستی کی وجہ سے درمیان میں حائل ہو گیا ہے۔

مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف نے اپنی تقریر میں پیشگوئی کے اس حصہ کی وضاحت کی کہ "(وہ) زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کی روشنی میں پیشگوئی کے اس حصہ کی وضاحت کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اسلام کی عالمگیر اشاعت مصلح موعود کے ذریعہ ہی مقدر تھی۔ نیز آج مشرق ومغرب میں جماعت احمدیہ کو وسیع پیمانے پر اسلام کا پیغام پہنچانے کی جو توفیق مل رہی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے وجود کی ہی عظیم الشان برکت ہے کہ آج اسلام کو ہر خطۂ ارض میں سربلندی حاصل ہو رہی ہے۔ اور عیسائیت اور دیگر مذاہب کے مقابلے میں اسلام برابر غالب آرہا ہے۔ حتی کہ اسلام کے دشمن بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ آپ کے بھیجے ہوئے احمدی مبلغین اسلام کی انتھک مساعی کے نتیجہ میں اسلام زور شور سے پھیل رہا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں دوسرے مذاہب کو جو پہلے اسلام کو اپنا شکار سمجھتے تھے لالے لینے کے دینے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے غلبۂ اسلام کے روشن امکانات اور خوشکن آثار کے ثبوت میں یورپ اور امریکہ وافریقہ سے شائع ہونے والے جدید لٹریچر اور اخبارات کے بعض اقتباسات بھی پڑھ کر سنائے جن میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں اسلام کی روزافزوں ترقی کا اعتراف کیا گیا ہے۔

آخر میں صدر جلسہ مکرم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے وجود میں پیشگوئی مصلح موعود کی ایک ایک علامت کے پورا ہو جانے کی وجہ سے ہم پر کیا فرائض عاید ہوتے ہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ حسب پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ کی طرح مصلح موعود کا زمانہ بھی ایک طرف تو روحانی انتشار اور آسمانی برکات کے نزول کا زمانہ ہے۔ اور دوسری طرف اشاعت اسلام کے ذریعہ غلبۂ اسلام کا زمانہ بھی ہے کیونکہ جہاں ایک طرف مصلح موعود کو "مسیحی نفس" قرار دے کر روح الحق کی برکت کو اس کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ وہاں دوسری طرف اسے اسیروں کا رستگار اور قوموں کو برکت دینے والا ٹھہرایا گیا ہے۔ پس ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ان عظیم الشان روحانی برکات سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ حصہ وافر لینے والے بنیں۔ اور اس طرح اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرکے اشاعت و غلبہ اسلام کے ان عظیم الشان کاموں میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں جنہیں سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے جاری فرمایا ہے۔ ان کاموں میں بہر طور پر کوئی کمی نہیں آنی چاہیئے اور ہماری تمام تر کوششیں ۱۴ اس بات کے لئے وقف ہونی چاہئیں کہ ان کاموں کو زیادہ مستعدی اور زیادہ مضبوطی سے چلانے میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے اسی میں ہماری تمام تر کامیابی کا راز مضمر ہے اور یہی وہ طریق ہے جس پر چل کر ہم غلبۂ اسلام کے عظیم الشان مقصد کو پورا کرکے دین ودنیا اور آخرت میں فائز المرام ہو سکتے ہیں

دوران جلسہ میں مکرم محمد احمد صاحب انور حیدر آبادی نے مکرم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل اور مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی تازہ نظمیں جو انہوں نے خاص اس موقع کے لئے لکھی تھیں خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں۔

صدارتی تقریر کے بعد مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ بابرکت جلسہ بخیر اختتام پذیر ہوا۔

درخواست دعا

مکرم چوہدری محمد نقی صاحب بیرسٹر جو تین ماہ قبل موٹر کار کے ایک حادثہ میں زخمی ہونے کے باعث بیہوش ہو گئے تھے تاحال بیہوش ہیں اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل وکرم سے صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے آمین۔

مستقبل قریب میں چین بھارت کے خلاف پیشقدمی نہیں کریگا

چینی لڑائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ امریکی نائب وزیر ایوریل ہریمن کا بیان

واشنگٹن ۱۱ مارچ۔ امریکہ کے نائب وزیر برائے مشرقی امور مسٹر ایوریل ہریمن نے کل ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں کہا ہے کہ چین مستقبل قریب میں کسی بھی وقت بھارت کے خلاف پیش قدمی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

انہوں نے کہا کہ چینی جنگ بندی کے وقت تک جن علاقے میں تھے وہ اس سے بھی پیچھے ہٹ چکے ہیں جو اس بات کی واضح علامت ہے کہ وہ مستقبل قریب میں بھی کسی وقت بھارت کے خلاف پھر پیش قدمی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ مسٹر ایوریل ہریمن نے کہا کہ برعکس اس کے اب چینی کمیونسٹ اپنا رویہ بھی تبدیل کر سکتے ہیں انہوں نے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت چین و بھارت کے درمیان مذاکرات کے سلسلہ میں دونوں میں سے کسی نے بھی کوئی تجویز باقاعدہ منظور نہیں کی ہے۔ تاہم اس سے دو باتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً جنگ بندی کی مدت اور طویل ہو جائے گی یا پھر چینی اپنا غلبہ ظاہر کرنے کے لئے دوبارہ "لداخ پر حملہ" کرنے کا فیصلہ کریں گے۔

امریکی سفیر اچانک ڈھاکہ پہنچ گئے

ڈھاکہ ۱۱ مارچ۔ پاکستان میں امریکی سفیر مسٹر والٹر پی میکناگھی کل اچانک ڈھاکہ پہنچ گئے امید ہے کہ وہ آج یا کل وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کریں گے۔ خیال ہے کہ ان کی بات چیت مسئلہ کشمیر کے بارے میں ہوگی اور کلکتہ کے متوقع مذاکرات پر تبادلہ خیالات کریں گے پاکستان میں برطانوی ہائی کمشنر سر موریس جیمز نے کل مسٹر بھٹو سے ملاقات کی تھی۔ انہوں نے بھی غالباً مسئلہ کشمیر کے متعلق بھی بات چیت کی۔

روسی وزیر خارجہ کا امریکہ کو انتباہ

کوپن ہیگن ۱۱ مارچ۔ روسی وزیر خارجہ گرومیکو نے کل رات یہاں کہا کہ اگر امریکہ کیوبا کے داخلی امور میں مداخلت نہ کرنے کے وعدے پر قائم نہ رہا تو یہ بات انسانیت کے لئے تباہ کن ثابت ہوگی آپ نے کہا کیوبا کی بین الاقوامی اہمیت بھی حاصل ہے

اڑیسہ میں پونے تین ہزار سے زائد آدمی ہلاک

نئی دہلی۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کی اطلاع مظہر ہے کہ جولائی ۱۹۶۱ء سے جون ۱۹۶۲ء تک کے ایک برس میں ۱۴۳۹ آدمی ڈوب کر مرے ہیں اسی مدت میں سانپ کاٹنے سے ۷۶۹۔ افراد جنگلی جانوروں کے حملوں میں پونے تین سو۔ درختوں سے گر کر ۲۳۱۔ اور سڑک کے حادثوں میں ۱۵۳۔ اشخاص مرے۔ برعکس اس کے جولائی ۱۹۶۰ء سے جون ۱۹۶۱ء تک کی مدت میں ڈوب کر مرنے والوں کی تعداد ۱۵۰۸ تھی اسی طرح سانپ کاٹنے سے ۸۰۳ جنگلی جانوروں کے حملے سے ۲۱۰ درختوں سے گرنے سے ۲۱۴۔ اور سڑک کے حادثوں میں ۱۲۵ آدمی مرے تھے۔ اسی طرح دو ہزار اسی آدمی مرے تھے جبکہ زیر تبصرہ مدت میں یہ تعداد ۲۸۶۷ ہے۔

ضروری اعلان

جن احباب کو کل سے اخبار ایجنسی سے نہ ملے۔ وہ سمجھ لیں کہ ان کے شہر کے ایجنٹ نے اخبار الفضل کے بل ادا نہیں کئے اور بقایا ادا کرنے کی طرف ہی توجہ دی ہے۔ اور دفتر کو مجبوراً ایجنسی بند کر دینی پڑی ہے۔

(منیجر)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵